Fikr-o-Nasar (Islamabad) 33:1 (1995)

نام کتاب	:	حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال و جمال
نام مصنف	:	جناب امیر افضل خان
ناشر	:	۱۵ - ذیشان کالونی، قاب لائنز، راولپنڈی
صفحات	:	۵۵۱
قیمت	:	۱۵۰ روپے سادہ جلد، ۱۸۰ روپے مجلد
تبصرہ نگار	:	ڈاکٹر محمد طفیل☆

سیرت طیبہ پر لکھی جانے والی کتاب "حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال و جمال" کے مطالعہ سے عیاں ہوتا ہے۔ کہ یہ کتاب فاضل مصنف کی پہلی کتاب "جلال مصطفیٰ" کا توسیعی ایڈیشن ہے۔ "جلال مصطفیٰ" میں حضور پاک کی جنگی حکمت عملی کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اور عہد رسالت کی تراسی جنگوں اور مہمات سے متعارف کرایا گیا ہے۔ زیر نظر کتاب کے بارے میں خود فاضل مصنف لکھتے ہیں۔ "اس کتاب کی ضخامت پہلی کتاب سے تین گناہ ہے۔ جلال کے علاوہ جمال کے پہلو کو بھی آشکارا کرتی ہے" (ص ۷)

فاضل مصنف نے اپنی تصنیف کو ۲۷ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے تین ابواب میں عام نظریات پیش کئے گئے ہیں جیسے "اسلامی فلسفہ حیات"، "صراط مستقیم" اور "باطل فلسفے" وغیرہ۔ ان ابواب میں فاضل مصنف نے سیرت طیبہ اور اسلامی تعلیمات سے استفادہ کر کے مذکورہ موضوعات کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔ جب کہ چوتھا باب ولادت نبوی کے وقت عالمی حالات کا عمومی جائزہ پیش کرتا ہے۔ سیرت طیبہ یا حیات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آغاز پانچویں باب (ص ۱۱۷) سے ہوتا ہے اور چوبیسویں باب کے اختتام (ص ۴۹۴) پر واقعات سیرت مکمل ہو جاتے ہیں۔ جبکہ پچیسواں باب "اسلام کا فلسفہ دفاع" بیان کرتا ہے۔ چھبیسویں باب میں "اسلام کا نظام حکومت" زیر بحث لایا گیا ہے اور آخری باب میں فاضل مصنف نے اپنے والدین، اساتذہ اور دوستوں کا ذکر کیا ہے۔ اس طرح کتاب کے ۵۵۱ صفحات میں سے ۴۱۳ صفحات میں سیرت طیبہ بیان کی گئی ہے۔

☆ ریسرچ فیلو، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad.　http://iri.iiu.edu.pk/

"حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال و جمال" کے مصنف ایک ریٹائرڈ فوجی ہیں۔ ان کا طرز تحریر، منہج استدلال اور استخراج نتائج عسکری نوعیت کے ہیں۔ وہ حیات رسول کو جنگی نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کی رائے میں مکی زندگی جہاد بالنفس اور مدنی زندگی جہاد بالسیف سے عبارت ہے جسے فاضل مصنف نے "اجتماعی جہاد" کا نام دیا ہے جو ایک مبہم اصطلاح ہے۔ (ص ۱۰) ان کی رائے میں جہاد کے ذریعے ہی مسلمان صراط مستقیم کی منزل پا سکتے ہیں۔ لہٰذا فاضل مصنف نے اپنی تصنیف کا مقصد یوں بیان کیا ہے "تمام جائزوں اور تبصروں میں بڑا مقصد یہ سامنے رکھا کہ قوم میں وحدت فکر و عمل پیدا ہو" (ص ۱۱)

فاضل مصنف نے کتاب ترتیب دیتے وقت یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ عنوان قائم کر کے متعلقہ معلومات بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد نیا عنوان قائم کر کے مواد پیش کرتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے ہر باب کو کئی کئی ذیلی موضوعات میں تقسیم کیا ہے اور ہر باب کے آخر میں "خلاصہ" کے تحت وہ ہر باب کی معلومات اختصار کے ساتھ دوبارہ بھی پیش کرتے ہیں۔

اس کتاب کو اس کے نام کی طرح دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے کہ مکی زندگی جو جہاد بالنفس سے عبارت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "جمال" کی عکاس ہے۔ جبکہ آپ کی مدنی زندگی "جلال" کی آئینہ دار ہے۔ فاضل مصنف نے مکی زندگی کے واقعات بیان کرتے وقت جابجا نصیحت و موعظت کو پیش نظر رکھا ہے اور مدنی زندگی کو جہاد کی زندگی کے طور پر پیش کیا ہے۔ اور واقعات سیرت سے جہاد کے اصول و ضوابط مستنبط کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

زیر نظر کتاب میں حیات طیبہ اور واقعات سیرت زمانی ترتیب سے بیان کئے گئے ہیں، کہ یہ کتاب ولادت نبوی سے شروع ہوتی ہے اور وصال نبوی پر ختم ہو جاتی ہے۔ مکی زندگی کے واقعات ابواب اور ان کے ذیلی عنوانات کے تحت تحریر میں آئے ہیں۔ جبکہ مدنی زندگی کے واقعات عموماً سن وار بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب کو عام فہم بنانے کے لئے اس میں متعدد معلوماتی چارٹ بھی شامل کئے گئے ہیں۔ اور علامہ اقبال کے ولولہ انگیز اشعار بھی جابجا زینت کتاب ہیں۔ جن سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے۔

فاضل مصنف کے نظریات کا جائزہ لیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ جمہوریت پر یقین نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ آمریت کے قائل ہیں۔ جسے وہ اللہ تعالیٰ کی آمریت کا نام دیتے ہیں۔ ان کے

افکار انہی کے الفاظ میں یہ ہیں۔ جمہوری سیاست نہ صرف شیطانی ہے۔ مغربی جمہوریت اس کی موجودہ شکل و صورت میں ایک باطل فلسفہ ہے اور اس میں سراسر گمراہی ہے' مقننہ' قانون ساز اسمبلی یا اور ایسی اصطلاحیں غیر اسلامی ہیں۔ جمہوریت گروہ بندی اور سیاسی پارٹیوں کو جنم دیتی ہے اور انتخاب کے ذریعے طبقاتی نفرت پیدا کی جاتی ہے۔ (ماخوذ از ص ۷۳-۷۵)

اسی طرح وہ قرار داد مقاصد کو بھی مسلمان علماء اور مفکرین کی بھول قرار دیتے ہیں۔ ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔ "دراصل ہماری قرار داد مقاصد ۱۹۴۹ء میں بھی ہم سے بھول ہو گئی کہ اس کی رو سے ہم خلیفتہ اللہ یا اللہ کے نائب بن گئے۔ خلیفہ اللہ صرف نبی ہوتا ہے! ..... مغل بادشاہ اکبر خلیفتہ اللہ بنا تو اس پر کفر کے فتوے لگے" (ص ۷۴)

اس کتاب میں بعض مسلمان مصنفین کو نام لیکر ہدف تنقید بنایا گیا اور برا بھلا کہنے سے بھی گریز نہیں کیا گیا۔ فاضل مصنف کی تحریر ملاحظہ فرمائیے۔ "انگریزوں کی ایماء پر نظام حیدر آباد نے اس کو نواب اعظم یار جنگ (مراد جناب نواب بہادر یار جنگ ہیں) کا خطاب دیا۔ حالانکہ اس کے لئے بہترین خطاب فرار جنگ تھا۔ راقم نے اس مردود کی سازش کو بے نقاب کیا ہے" (ص ۸۰) "کوشش کے باوجود مودودی صاحب فلسفہ جہاد کی روح تک نہیں پہنچ سکے بلکہ ان کی کتاب "جہاد فی الاسلام" اسلام کے ساتھ ایک بہت بڑا مذاق ہے" (ص ۸۱)

اس کتاب میں حدیث " اطلبوا العلم ولو كان بالصين - کی صحت سے انکار کیا گیا ہے۔ اور اس انکار کی وجہ خود فاضل مصنف کے الفاظ میں یہ ہے۔ "بہرحال یہ حدیث بھی ثقہ نہیں اور صحاح ستہ کی کسی کتاب میں ایسی کوئی حدیث دیکھنے میں نہیں آئی" (ص ۸۹)

اسلام میں مستقل فوج کے قیام کے بارے میں فاضل مصنف امیر افضل خان رقم طراز ہیں "فوج کی تنخواہوں کا بندوبست کیا گیا۔ وظائف مقرر کئے گئے۔ پنشن کا بندوبست کیا گیا کہ اللہ تعالی کے اس سلسلے میں واضح احکام موجود تھے۔ (ص ۵۰۷) یہ احکام کون سے ہیں وضاحت مطلوب ہے۔ کیونکہ اسلام میں ایسے احکام ہماری نظر سے نہیں گذرے۔

اس کتاب میں آیات قرآنی اور احادیث نبوی کا عربی متن عموماً شامل نہیں کیا گیا اور اردو ترجمہ سے کام چلایا گیا ہے۔ البتہ اگر کوئی آیت قرآنی تحریر ہے تو اس کی صورت ملاحظہ فرمائیے۔ کہ شاید ہی کوئی لفظ درست لکھا گیا ہے "آیت مبارکہ یوں تحریر ہے" اطیعو اللد' اطیعو

الرسول، واولامر منکم " (ص ۷۴)

زیر نظر کتاب کا مواد تاریخ سے حاصل کیا گیا ہے اور سیرت طیبہ کے بنیادی مصادر کا حوالہ کے طور پر ذکر کیا گیا ہے ۔ چنانچہ جناب امیر افضل خان لکھتے ہیں۔ " راقم نے اول حیثیت مورخین کو دی ہے اور اپنے بیانات کے سلسلے میں احادیث مبارکہ کو حوالہ کے طور پر پیش کیا" (ص ۱۸)۔ یہ حقیقت تمام سیرت نگاروں کے ہاں مسلمہ ہے کہ قرآن حکیم سیرت طیبہ کا اولین ماخذ ہے۔ احادیث نبوی حیات رسول کا دوسرا بنیادی مصدر ہیں۔ اس لئے قرآن و حدیث کو ترک کرکے کسی اور چیز کو اولین ماخذ بنانے سے سیرت طیبہ کی کتاب کی قدر و قیمت مجروح ہوتی ہے۔

اس کتاب میں مضامین سیرت کا تسلسل بھی قائم نہیں رہتا کیونکہ فاضل مصنف مختلف واقعات سیرت بیان کر کے تبصرہ کے نام سے کتاب میں جابجا اپنا مدعا یا نظریہ بیان کرتے ہیں۔ جس سے واقعات کا تسلسل ٹوٹ جاتا ہے۔ اور واقعات سیرت اور فاضل مصنف کی آراء بعض اوقات اس طرح گڈ مڈ ہو جاتی ہیں۔ کہ قاری کے لئے ان میں تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ نیز فاضل مصنف کے اخذ کردہ نتائج سے بھی اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔

فاضل مصنف نے اپنی اس کاوش کو جابجا تحقیقی مطالعہ قرار دیا ہے۔ لیکن اس کتاب میں بنیادی تحقیقی تقاضے بھی پورے نہیں ہوتے۔ آیات قرآنی، احادیث نبوی، واقعات سیرت نیز دیگر تصانیف کے اقتباسات کے حوالہ جات درج ہی نہیں کئے گئے۔ نہ ہی کتاب میں فہرست مصادر شامل کی گئی ہے۔ البتہ کتاب کے پیش لفظ میں صرف ابن اسحاق، واقدی اور ابن سعد سے متعارف کرایا گیا ہے۔ (ص ۱۵۔ ۱۷) کتاب کی زبان خاصی کمزور ہے۔ جملوں کی ساخت، تذکیر و تانیث اور واحد و جمع کی کمزوریاں کتاب میں جابجا دکھائی دیتی ہیں۔ کتاب میں املاء کے چند نمونے پیش خدمت ہیں "مسلم بن قطیبہ، ابن الموردی، بیھقی، بجرانی، دعوت الکبیر اور ابن ابی سنہ، یہ سب الفاظ اسمائے معرفہ ہیں اور کتاب کے دو صفحات (ص ۱۷۔ ۱۸) سے ماخوذ ہیں۔ جس سے باقی کتاب کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔" اس لئے ضروری ہے کہ آئندہ اشاعت سے پہلے اس کتاب کی فنی تدوین کسی ماہر فن سے کرائی جائے۔

ان چند باتوں کے علاوہ مجموعی طور پر یہ کتاب اردو ادب سیرت میں ایک اضافہ ہے جس سے رسول اللہ کی زندگی کے جمالی اور جلالی پہلو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔